

سکندر: مجھے ستارہ پر ترس آ رہا ہے۔ اسے محبت کا شوق تھا جیسے تھے اور مجھے نام کا شہرت کا شوق ہے۔ وہ ہر لمحے عشق کے تجربے کے لیے تیار تھی افسوس اسے پار اترنے کو کوئی گھڑانہ ملا نہ کچانہ پکا۔

عاشری: (سکرپٹ کا روول بنا کر سکندر کے کندھے پر مارتی ہے) اے اے سکندر۔ تمہیں اس سے محبت تھی، تھی نا.....؟

سکندر: مرد کبھی ستارہ جیسی عورت سے محبت نہیں کرتا۔

(اب وہ کھڑے زانوؤں کے گرد اپنے بازو جائیل کر کے سراپنے آنکھوں پر رکھتا ہے۔) وہ کافی کی پتلی سے عشق کرتا ہے جو اس کے ہاتھ میں بکھر جائے۔ یا پھر وہ روئی کی گزیا سے پیدا کرتا ہے جسے وہ دھنک سکے۔ ایسی ٹھوس عورت سے کوئی محبت نہیں کرتا کوشش بہت کرتے ہیں پر..... پتہ نہیں کیوں ایسی عورت کے ہاتھوں میں مرد کو خود ٹوٹ جانے کا اندر یہ ہوتا ہے۔

عاشری: میں کیا ہوں کافی کی پتلی کر روئی کی گزیا؟

سکندر: تم..... جنگل میں بجنتے والی بنسری ہو جو کبھی آم کے پیڑوں میں سے سنائی دیتی ہے۔ کبھی کنوئیں کے پانی میں سے..... سنائی ہمیشہ دیتی ہے نظر کبھی نہیں آتی۔

عاشری:

سکندر: جی عاشری جی۔ (آنکھیں ملتا ہے) پتہ نہیں یہ میری آنکھوں کے آگے جالے کیوں آ جاتے ہیں۔ یکدم سب کچھ دھندا جاتا ہے۔

عاشری: آج ریکارڈنگ سے واپسی پر آنکھیں ضرور نیٹ کرانا پلیز۔ سکندر پلیز۔ آنکھوں کو کچھ نہیں ہے عاشری میرے اندر کا فوکس..... خراب ہو گیا ہے۔ جو منظر پہلے ان فوکس تھے تمام کے تمام آٹھ آف فوکس ہو گئے ہیں۔

(سکندر کی طرف باز بڑھاتی ہے)

عاشری: پلیز گھڑی کھوں دو۔

(سکندر اس کی گھڑی کھوتا ہے لیکن آج وہ جیسے موجود نہیں ہے وہ گھڑی کھونے میں بہت دیر لگاتا ہے ساتھ ساتھ یوں تھا ہے۔)

سکندر: جب ستارہ نے دوبارہ گانا شروع کیا تو میں خوفزدہ ہو گیا تھا بلکہ یو نہیں سب نے مجھے خوفزدہ کر دیا تھا، انڈ ستری والوں نے دوستوں نے..... تم نے۔ جیسے کمرے میں اچانک بھڑ آجائے تو آدمی خوفزدہ ہو جاتا ہے خواہ مخواہ۔

عاشی: مجھے آج جلدی جانا ہو گا سکندر۔ بی بی کل بھی بہت ناراض ہوئی تھیں۔ کہتی تھیں یہ تم نے کیا تماشا بنا رکھا ہے۔ بی بی نے توجہ تا انھالیا تھا کل۔

سکندر: بھلا اگر وہ گاتی رہتی چلی جاتی تو میرا کیا بگاڑ سکتی تھی وہ میں واکس تو نہیں تھی..... میں..... میرے اندر کے چور نے اس کے لیے یہ راہ بھی نہ چھوڑی عاشی۔ بھلا وہ میرے گانے تھوڑی گا سکتی تھی؟

عاشی: اب ان باتوں سے فائدہ سکندر جی؟ ریکارڈنگ پر نہیں جانا؟ لیٹ ہونا ہے؟ با تین بتوانی میں ڈائریکٹر سے۔

سکندر: ہم لوگ چھوڑی ہوئی عورت کے حق میں اتنے ظالم کیوں ہوتے ہیں عاشی؟

عاشی: میں مرد ہوں واہ سکندر جی واہ۔ مجھ سے کیوں پوچھتے ہو۔

سکندر: ہم اس کے پاس کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ میں میری کچھ باقی نہیں چھوڑتا چاہتے۔ وہ تو پہلے ہی ڈھانچے کے علاوہ کچھ نہیں تھی۔ میں..... کم از کم آواز ہی رہنے دیتا اس کے پاس؟ جن کو خدا اتنی بڑی خوبی دیتا ہے تو پھر اور کچھ نہیں دیتا ہے نا؟

عاشی: اتنا اس کا خیال ہے تو اسے تلاش کرونا۔

سکندر: (ہنس کر) تم سمجھتی ہو یہ..... یہ سب کچھ اعتراف محبت اعتراف نکلتے ہے؟ میں اسے یاد کر رہوں میں اس کی واپسی کا آرزو مند ہوں؟

عاشی: اور کیا ہے؟ (اس وقت مسکین کھانس کر کرے میں آتا ہے اور عاشی کی ساڑھیاں الماری میں ٹانگتا ہے۔)

سکندر: یہ فقط احساس جرم ہے پچھتاوے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ (آنکھیں بند کرتا ہے۔)

She was not my type

عاشی: خدا کے لیے Honey مراتبے میں مت جانا۔ وقت ہو گیا ہے۔ ریکارڈنگ کا۔

پچھتاوے سے گاناریکارڈ نہیں ہو گا۔ انھوں

کٹ

سین 4 آؤٹ ڈور دن

(باغ)

مالی باراٹ رہا ہے اس کی بیٹی لان میں بیٹھی پھولوں کا ہار پر ورنی ہے۔ مالی پاس آتا ہے۔)

مالی: یہ اب توہار کس کے لیے پر ورنی رہتی ہے۔

بیٹی: چاچی جیلے مجھے آج قبرستان لے جائیں گی وہاں..... وہاں۔

(رونے لگتی ہے مالی بھی کچھ نہیں کہہ سکتا قیمیں کے بازو سے آنکھیں پوچھتا ہے اور واپس جا کر باراٹ کاٹنے لگتا ہے۔

سین 5 ان ڈور (غیریانہ دیہاتی کمرہ) رات

(ابی نمار ہے۔ وہ پنگ پر لینا ہوا ہے۔ تھوڑا سا کھانتا ہے۔ کمرے میں کوئی نہیں۔)

ابا: فیروز..... کون ہے کمرے میں؟ گنجینہ؟ (وقہہ کھانس کر) کون آیا ہے۔ بولتے کیوں نہیں عاصم۔ تارا..... تارا بیٹھے..... تارا.....

(جس وقت باپ تارا کا نام لیتا ہے آپا داخل ہوتی ہے اس کے ہاتھ میں لاٹیں ہے اور سر پر بھاری چادر ہے۔ اس وقت آپا کی طبیعت بیکھی ہوئی ہے وہ روتنی ہوئی آتی ہے سب لڑائی جگڑا ختم ہو چکا ہے اور آپا اپنے ٹوٹ جانے پر رضا مند ہو گئی ہے۔)

آپا: یہاں کوئی تارا نہیں ہے اباجی۔

(آپا دلیز میں کھڑی ہے۔ اور باہر آسمان کی طرف دیکھ رہی ہے۔)

البا: یہ ہم انہوں کی مجبوری ہے راشدہ۔ جب کوئی نہیں ہوتا تو بھی موجود رہتا ہے۔

ہو اکی طرح سانس کی طرح..... ہم اسے دیکھ کر اس کا قیاس نہیں کرتے ہاں۔
 (آسمان کی طرف دیکھ کر) کئی دنوں سے بادل چڑھا ہے اب تجی۔ بر سے بھی۔ برس
 بھی چکے۔

آپا:

بر سے گا برسے گا خوب بر سے گا۔ تو دیکھتی جا۔ اتنے پانی کا بوجھ کہاں اٹھائے پھرے
 گایہ بادل۔ نہ آدمی آنسوؤں کا بوجھ اٹھائے کہ نہ بادل پانی کا۔
 (اب آپا باب کے پاس آتی ہے۔ لاثین باب کے سرہانے تپائی پر رکھتی ہے۔ پھر باب کا
 ماتھا چھوٹی ہے۔)

ابا:

بخار اتر انہیں۔

آپا:

اتر جائے گا تو فکر مت کر۔ ہم جیسوں کو کچھ نہیں ہوتا۔ کپی ہڈی ہے میری۔
 (آپا یقین فرش پر بیٹھ جاتی ہے۔ اس طرح کے اس کا سر باب کی پٹی تک آتا ہے۔ وہ زمین
 کو شنکے سے کریدتی رہتی ہے اور باتیں کرتی ہے۔ باب شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ
 پھیرتا ہے۔ باقی باتیں، بہت مدھم لبجھ میں ہوتی ہیں۔

ابا:

مجھے معلوم ہے اب تو مجھے دغادے گا۔ اب تیری باری ہے۔ مجھے پتہ ہے۔ آخر میں
 صرف میں رہ جاؤں گی تسلک چنے کے لیے کسی مزار پر حق اللہ حق ہو کہتی ہوئی
 دیوانی مستانی۔

آپا:

میں تیر اساتھ نہیں چھوڑوں گا راشدہ۔ پگلی کیا میں جانتا نہیں کہ..... کہ..... کہ تو
 بڑی اکلی ہے۔ تیر اکوئی نہیں۔ میاں جی جیسا شوہر تو جیسا ہوا ویسانہ ہوا۔
 (آپا چپ چاپ روئی ہے۔)

ابا:

رویانہ کر راشدہ..... جب توروتی ہے تو دو گنی تکلیف ہوتی ہے۔

ابا:

راشدہ: کیوں ابا جی؟ میں کیوں نہ روؤں؟ کیوں نہ روؤں میں؟

ابا: جب کوئی بہادر آدمی روتا ہے تو..... دو گنی تکلیف ہوتی ہے بیٹے۔ بہادر خست گرے
 تو بہت آواز آتی ہے۔

راشدہ: ساری عمر آنسوؤں پر غصے کی چادر بھی تو اوزھی نہیں جا سکتی میں بھی آخر اننان
 ہوں۔ تحک گئی ہوں۔ (وقفہ) کچھ لوگ کچھ بد نسبی کے لیے کیوں بنے ہوتے

ہیں ابا۔ لے دے کے جب بھی بد نصیبی دستک دیتی ہے انہی کے دروازے پر۔
ابا: دیکھ راشدہ۔ سب کو کندن بناتا ہے اور والا لیکن بھٹی الگ الگ ہے سب کی.....
کوئی زیادہ مرتبہ بھٹی میں پچلتا ہے کوئی ایک بار میں پورا تاؤ کھاجاتا ہے۔
راشدہ: ہاں ابا۔ کچھ ساری عمر بھٹی میں رہتے ہیں اور راکھ کے سوا کچھ نہیں بن سکتے۔
ابا: ہو اکیا ہے تجھے۔ آج تو گرجی نہیں بھری نہیں۔
(انٹھتے ہوئے۔)

راشدہ: بتاؤں گی ابا تجھے کسی روز..... تیرا جی ٹھیک ہو جائے۔ پھر..... لمبی باتیں ہیں ابا.....
کہاں سے شروع کروں؟
(جاتی ہے۔ لیکن دلیز پر کھڑی ہو کر آسمان کی طرف دیکھتی ہے بادل زور سے گرجاتا ہے۔
بجلی کی چک سارے سیٹ پر پھیل جاتی ہے)
ابا: راشدہ..... راشدہ..... چلی گئی بیٹی..... راشدہ بارش آگئی ہے شاید..... راشدہ۔
تارا بیٹھ کو آواز نہیں آتی میری؟
(یہاں پر بھر پور بارش کا ایک منظر بڑے تال پر بڑے درخت پر بارش پڑ رہی ہے۔)

کٹ

میکن 6 ان ڈور (سٹوڈیو) دن

(اس وقت سکندر بودھ کے اندر ہیڈ فون لگائے کھڑا ہے۔ سازندے تیار ہیں۔ سکندر کے
ہاتھ میں کافنڈہ ہے۔ اس کے چہرے سے قدرے پر یہانی ظاہر ہوتی ہے۔

غزل

خون بادل سے برستے دیکھا
پھول کو شاخ پڑتے دیکھا
کھل گیا جن پر صرت کا بھرم

پھر کبھی ان کو نہ بنتے دیکھا
دل کا گلشن کہ پیلان ہی رہا
ایسا اجڑا کہ نہ بنتے دیکھا..... خون بادل سے.....

(سکندر پہلے دو شعر گاتا ہے تو کیسرہ اس پر ہے اس کے بعد جب وہ شعر اٹھاتا ہے دل کا
گلشن..... تو ہم افتخار کی قبر پر آتے ہیں۔ یہاں اس کے تمام ملاز میں ہاتھ اٹھائے کھڑے
دعا مانگ رہے ہیں۔ مالی قبر کے پاس بیٹھا قرآن پڑھ رہا ہے۔ اس کی بیٹی ایک ہار کتبے پر لگاتی
ہے۔ زور سے بھلی چکتی ہے سب اوپر دیکھتے ہیں۔ کیسرہ کتبے پر جاتا ہے اس پر لکھا ہے۔
یہاں ہمارا پیارا افتخار سلیم سورہ ہے۔

اس سے نیچے چھوٹے حروف میں لکھا ہے خان ماں عمر دین مالی رمضانی، دھوب بن جیلہ، بیرا
ندی، چوکیدار خدا بخش۔)

کٹ

سین 7 آؤٹ ڈور دن

(زور کی بارش کا ایک شاث بھلی زور سے چکتی ہے۔)

(ڈزالو)

سین 8 آؤٹ ڈور (اوپر جانے والی سیر ہیاں) دن

(سیر ہیوں کا کچھ حصہ نظر آتا ہے۔ سکندر آتا ہے۔ اس کے سر پر کپڑوں پر بارش کے
کچھ قطرے ہیں۔ سیر ہیوں پر سے خان ماں اتر کر آتا ہے۔ سکندر مند اور سر رو مال سے
پوچھتا ہوا آگے آتا ہے۔)

سکندر: کیوں یار Bell خراب ہے کیا؟

خانماں: سر جی بچلی فیوز ہو گئی ہے اس جھکڑ کی وجہ سے۔ بیٹھئے۔

(صوفے پر بیٹھتا ہے۔)

سکندر: کچھ پتہ چلا؟

خانماں: کچھ پتہ نہیں چلا سر۔ میرا خیال ہے ان کو پتہ چل گیا تھا افخار صاحب کی موت کا۔

سکندر: (جیب سے سگریٹ نکال کر جلاتا ہے) چھ سات مہینے میں ہم سب مل کر ایک

عورت کو تلاش نہیں کر سکے۔

خانماں: عجیب حادثہ ہوا سر جی۔ ہم سب تو ابھی تک سمجھ نہیں سکے۔ حادثاتی موت تھی کہ کسی دشمن نے.....

سکندر: کوئی بھی سمجھ نہیں سکا۔ دراصل حادثات سمجھنے کے لیے نہیں ہوتے یار۔

خانماں: میں ابھی آیا سر وہ سوپ اوپر چھوڑ آیا ہوں۔

سکندر: سوپ؟ اب سوپ کس کے لیے؟

خانماں: ہم تو سر جی..... اسی طرح رہتے ہیں۔ میں روز افخار صاحب کی پسند کے کھانے پکاتا ہوں۔ پھر انہیں فقیروں میں بانٹ دیتا ہوں۔ ہم نے تو ان کے گھر کو دیے ہی رکھا ہے سر۔ (آن سو نکلتے ہیں) نذر اسی طرح بوٹ صاف کرتا ہے۔ سوت استری کرتا ہے۔ ہم سب تو سمجھتے ہیں وہ یہیں ہیں۔ مری شونگ کے لیے گئے ہیں۔ آجائیں گے آپی۔ (آن سو پوچھتا ہے اوپر سے جیلہ آتی ہے) آپا جی اور وہ دونوں..... ہمیں بڑی آس ہے جی ان کے آنے کی۔

جمیلہ: سلام علیکم سر نکار۔

خانماں: ہم سب تو ڈھونڈتے تھک گئے جی ریڈی یو شیشن چھان مارا۔ ٹیلیویژن پر گئے ہر سوڈیو میں تلاش کیا۔ کونسی جگہ نہیں دیکھی ہم نے۔
(لبی سانس بھر کر)

جمیلہ: سر کار ایک خط تھاستا رہ بی بی کا افخار صاحب کے نام میرے پاس امامت پڑا ہے کبھی کا۔ آپ کو دے دوں۔ سات مہینے سے پڑا ہے میرے پاس۔

سکندر: ستارہ کا خط؟ دکھاو۔
جیلیہ: اچھا جی (جاتی ہے)
(چوکیدار آتا ہے۔)

چوکیدار: خدائی..... اول تو یہ بادل برستا نہیں دوسرا سے بر سے تو رکتا نہیں سلام صاحب۔
سکندر: سلام۔
(آواز دیکر)

چوکیدار: نذر یہ..... اونذیر صاحب کے بیڈروم کو کھڑکیاں بند کر دیا کہ نہیں۔ قالین برپا در
ہو جائے گا معاف کرنا صاحب۔ یہ پر ابہت کم چور ہے۔ ہم خود دیکھ لے ذرا۔
(اپر جاتا ہے۔)

(سکندر ادھر ادھر دیکھتا ہے سامنے ایش ٹرے اٹھا کر کان سے لگاتا ہے جیسے کچھ سن رہا ہو
اوپر سے جیلیہ خط لا کر دیتی ہے۔)

جیلیہ: جی سرکار لیں۔

سکندر: جیلیہ!

جیلیہ: جی سرکار۔

سکندر: جب کسی کے گھر گندے کپڑے لاتی ہو تو کیسے لاتی ہو؟

جملہ: گن کے سرکار۔

سکندر: جب پرانی یادوں کو ٹیک کے خٹک پتوں میں پیک کر کے رکھنے کا وقت آ جاتا ہے تو
بھی انہیں گناہ پڑتا ہے۔ سمجھی ہو میری بات۔

جیلیہ: نہیں جی۔

سکندر: میں تھوڑی دیر یہاں بیٹھ جاؤں۔ ذرا بادل تھم جائے تو چلا جاؤں گا۔

جیلیہ: آپ کا پانگھر ہے سرکار۔ (جاتی ہے) جم جم جی صدقے بیٹھیں۔

(سکندر اٹھتا ہے۔ سارے کمرے کا جائزہ لیتا ہے۔ یہاں اس کی اپنی آواز میں یہ شعر دیوارہ
(لگایے)

خون بادل سے بستے دیکھا
بھول کو شاخ پہ ڈستے دیکھا

(انھتاء ہے اور آخری سیر ھی پر بیٹھ کر ستارہ کا خط کھوتا ہے اس پر ستارہ کی آواز سوپر اپوز
سکھنے۔)

آواز: افخار میں تم سے شادی نہیں کر سکتی اور میں تم سے جھوٹ بھی نہیں بول سکتی۔
میں سکندر کی ہوں اور جب تک میں سکندر کی ہوں میں تمہاری کوئی بات نہیں
مان سکتی۔ اسی لیے میں جا رہی ہوں میری تلاش نہ کرنا۔

(اپنے آپ سے)

سکندر: میری تلاش نہ کرنا۔ میری تلاش نہ کرنا۔
(زور سے بچلی کر کتی ہے)

کٹ

سین 9 آٹھ ڈور دن

(عاشی ایک اور نوجوان جو شکلا اور عقلناہ ہیں و صفت ہو کے ساتھ و اپد ااوڈی ٹیوریم کی
بلڈنگ میں سے باہر نکلتے ہیں۔ کیسرہ انہیں باہر آتے دکھاتا ہے۔ دونوں خوش دلی سے
باتیں کر رہے ہیں اور غالباً اندر سے کوئی شود کیھ کر آئے ہیں۔ کیسرہ انہیں اوپر جانے والی
سیر ہیاں چڑھتا دکھاتا ہے پھر کیسرہ اوپر ہے اور وہ سیر ہیاں چڑھ کر پار لگ میں آتے
ہیں۔ پھر کیسرہ انہیں Follow کرتا ہے۔ وہ کار میں بیٹھتے ہیں اور جاتے ہیں۔)

ڈزالو

سین 10 ان ڈور دن

(راشدہ آپا کا آنگن۔ اس وقت آپا تخت پوش پر چودھرا کیں بن کر بیٹھی ہے۔ پورا جلال

آب و تاب اس کے چہرے پر ہے۔ سامنے ایک دیگر دال گوشت کا ہے اور پاس نان پڑے ہیں وہ ڈوئی ڈوئی دال نان میں رکھ کر تجہ کرتی جاتی ہے۔ پاس ہی منظور کھڑا ہے۔)

آپا: اچھا تو مجھے زیادہ مشورے نہ دیا کر سمجھا؟

منظور: مجھے کیا ضرورت ہے آپا جی مشوروں کی۔ باپ آپ کا بیمار ہے اللہ واسطے آپ دے دلار ہی ہیں۔ کوئی میرے کھیسے سے گیا ہے مال۔

آپا: اچھا چپ کھڑا رہ ورنہ یہ کفگیر ماروں گی تیرے منہ پر۔
منظور: مارنا آپا جی مارنا۔ پر ہتھ ہولار کھ کر مارنا۔

آپا: یہ دس نان مسجد میں اور مولوی صاحب سے کہنا ابا جی کے لیے دعا کریں۔
منظور: اچھا آپا جی وہ چوری پتہ لگی کہ نہیں؟

آپا: تجھے چوری سے کیا۔ تو نان گن سیدھی طرح۔

آپا: دس ہزار کا توزیو ہو گا کھلا۔ کسی بھیدی کا کام ہے۔ آپ پکڑ کر سارے مزاروں کو تو فنی لگوادیتیں ایک بار۔

آپا: تیرے لیے یہ نئی بات ہے۔ یہ دس نان ماسی مہرال کے گھر۔

منظور: (گلتے ہوئے) میری ماں کی مجھ کھول کر لے گئے تھے رسہ گیر۔ ساری عمر ہر سویرے اٹھ کر وہ اپنی مجھ کی بات کرتی تھی یہ تو کل سات مہینے کی بات ہے جی۔ عاصم بھائی بھی غائب ہو گئے یک مشتی۔

آپا: اچھا چپ ہو جاؤ اب۔

منظور: ہاں جی مجھے ہمدردی کی کیا پڑی ہے۔ (وقفہ) آپا جی میاں جی تو دمڑی کا وساہ کرنے والے نہیں اتنے زیور کی قام کیسے کھا گئے۔

آپا: تجھے کیا انہوں نے خام کھائی کہ نہیں کھائی۔ تو اٹھا چھا بہ اور جا اور دیکھ دعا کرتے جانا ابا جی کا بخار اتر جائے۔

منظور: اتر جانا ہے بخار نے اتر ہی جاتا ہے۔ آپ تو ایسے ہی کملی ہوئی ہیں۔ بخار نے کیا لیتا ہے کسی بڑھے آدمی سے۔

(منظور کے جانے کے بعد آپا چپ چاپ اپنے ہاتھ دیکھتی ہے اور اُہستہ آہستہ ہاتھ میں

پڑے ہوئے اکلوتے لگن کو انگلیوں سے پھیرتی ہے کسراہ اس کے لگن پر آتا ہے۔)

کٹ

میں 11 ان ڈور دن

(عاشی بال برش کر رہی ہے۔ سکندر دیوار پر سے ستارہ کی قد آدم تصویر اتار رہا ہے۔)

سکندر: بس اس کی تکلیف تھی نا۔ یہ لو جاتے جاتے اسے بھی نہر میں پھینکتی جاتا۔

عاشی: پھر..... ان باتوں سے کیا ہوتا ہے۔ تصویر تمہارے دل سے کیسے اتاروں؟

سکندر: کن باتوں سے ہوتا ہے فرق پھر؟

عاشی: تم اندر ہی اندر اسے یاد کرتے ہو اور کرتے رہتے ہو۔

سکندر: ان ازمات کے پیچھے کیا ہے۔ عاشی پچھے کھو۔

عاشی: کچھ نہیں۔ (انگلیاں مردوزتی ہے) دراصل سکندر..... کیا کریں اب۔

(عاشی سکندر سے جا چکی ہے لیکن ازم اپنے سر لینا نہیں چاہتی اور سکندر پر ازم دھر کر کے اپنے آپ کو بچانا چاہتی ہے۔)

سکندر: تمہیں ہوا کیا ہے۔ کچھ عرصے سے تم اکھڑی اکھڑی کیوں ہو۔

عاشی: مجھے لگتا ہے کہ جب سے ستارہ روپوش ہوئی ہے تم اکھڑے اکھڑے ہو۔ تمہیں پچھتا واگھیرے ہوئے ہے۔

سکندر: عاشی! میں بہت کچھ ہوں۔ کمینے..... ذیل..... او باش..... لیکن میں کسی عورت کے ساتھ کبھی بھی Doble Game نہیں کھیل سکتا..... کیونکہ..... کیونکہ..... بچپن میں سیکھتا ہے پتھر کی لکیر ہوتے ہیں۔

عاشی: یہ دیکھوں ان بھی تک مسکین نہیں آئے۔

سکندر: بات پلانے کی کوشش نہ کرو عاشی۔ تمہیں ہوا کیا ہے۔ دیکھو..... جب کبھی کوئی

بدلتا ہے تو سب سے پہلے اس کی نظر بدلتی ہے.....

عاشری: اپنی آنکھوں کو دیکھو..... اس وقت جاؤ دیکھو ذرا آئینے میں دیکھو وہی آنکھیں ہیں وہی؟

(سکندر آئینے کے سامنے جاتا ہے اور دیکھنے کے بعد آئینے کی طرف پشت کر کے۔)

سمندر: سنو عاشی جان۔ اس بارگز بڑا صر نہیں میری بخش میں ابھی تک عاشی کی دھک دھک ہے۔

(اس وقت مسکین آتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں زیور کا ڈبہ ہے۔)

عاشری: (غصے سے) لے آئے؟ آخر نہ ساتھ کمر شل بلڈنگ ہے۔ مسکین صاحب جانا بھی کار پر تھا۔ کوئی پیدل تو نہیں جانا تھا۔
(ڈبہ کھول کر دیکھتی ہے۔)

دو گھنٹے لگادیئے۔

مسکین: آپ کے ہار کا کندہ اٹھیک نہیں تھا۔ اس لیے دیر گئی۔

عاشری: ہار یہ میرا سیٹ ہے۔ کیا سمجھا کہ بھیجا تھا آپ کو مسکین صاحب؟ فرمائیے کیا کہا تھا میں نے۔

(سکندر اب سگریٹ بھر کر سلاگاتا ہے اور سوٹے لگاتا ہے۔)

مسکین: جی آپ نے فرمایا تھا کہ آپ کا سیٹ ہیرے کا ہے اور صرف اس کے کنڈے کی مرمت کرنی ہے۔ آدھے گھنٹے کا کام ہے اور بیس دن ہو گئے ہیں۔

عاشری: پھر یہ میرا سیٹ ہے۔ کرنے کچھ بھی بو کر کچھ لاتے ہیں۔ ایک تو پتہ نہیں آپ کو کب عقل آئے گی۔

سمندر: (ٹوکنے کے انداز میں) عاشی! اے عاشی!

عاشری: آپ Interfere کریں۔ بابا جی یہ کیا اٹھالائے ہیں؟

مسکین: اس کا کندہ ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا تھا جی میں دو گھنٹے دکان پر بیٹھا رہا ہوں۔ اب جو ہرگی صاحب نے یہ سیٹ بھیجا ہے کہ سردست آپ اس سے کام چلائیں۔

عاشری: میری سازھی فیروزی ہے مسکین صاحب اس پر یہ کندن کا سیٹ کیا لے گا۔ چلو

اچھا ہماری تو کوئی آرزو کبھی پوری ہی نہیں ہوئی وقت پر۔ کندن کا سیٹ ہی سہی۔
مچ توڑا نہیں کرے گا۔

مسکین: پھر چکر لگا آؤں جی شاید سیٹ آگیا ہو۔

عاشی: اب آپ چکر ہی لگاتے رہنا خیر سے۔

(ہار پہنچتی ہے لیکن پیچھے ہک نہیں لگا پاتی۔)

عاشی: سکندر۔

سکندر: جی عاشی جی۔

(دونوں کا مسودہ ٹھیک ہو جاتا ہے)

عاشی: یہ ذرا پلیز.....

(سکندر پاس آکر بک لگاتا ہے۔)

عاشی: آپ کھڑے کیا دیکھ رہے ہیں، جائیں۔

مسکین: اچھا جی۔ میں سمجھا تھا کہیں واپس نہ کرنا ہو۔

عاشی: نہیں جی..... جائیں آپ پلیز۔ کچھ واپس نہیں کرنا خواہ مخواہ

(مسکین جاتا ہے۔ عاشی کان میں بڑے بڑے جھمکے پہنچتی ہے۔ سکندر اس کی مدد کرتا ہے۔)

سکندر: دیے تم غصے میں بری نہیں لگتیں لیکن مسکین بھائی کے ساتھ ایسے نہ بولا کرو۔ کچھ نہیں تو ان کی عمر کا ہی خیال رکھو۔

عاشی: کیوں؟ کیوں؟..... کیوں۔

سکندر: وہ بیچارے بڑے مجروح ہو جاتے ہیں تمہاری باتوں سے۔ مجھے ترس آتا ہے۔

عاشی: ہوا کریں مجروح رہا کریں مجروح

سکندر: بہت خوبصورت سیٹ ہے۔

عاشی: مچ۔

سکندر: واپس مت کرنا۔ میں Payment کر دوں گا۔

عاشی: تھینک یو۔ Honey تھینک یو۔ Lovely

(جلدی سے اٹھتی ہے اور سکھار میز کے سامنے بیٹھ کر اپنے آپ کو Admire کرتی ہے
بچپے سکندر کھڑا ہے۔)

- سکندر: یہ تم لوگوں کو اپنے آپ کو Admire کر کے کیا مزہ ملتا ہے؟ حد ہے۔
عاشی: خدا قسم جب شیشہ گواہی دے ناں تو نہ ساچنہ جاتا ہے سر کو جی۔
سکندر: کسی کی آنکھ کا اعتبار نہیں ہوتا تمہیں۔
عاشی: ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی..... ہمیشہ نہیں۔

(ڈزالو)

میں 12 ان ڈور رات

(باپ نہم بیوی شی کے عالم میں ہے آپا سے کندھے کا سہارا دیکھ بیٹھی ہیں اور دوائی پار ہی
ہے۔ باپ کی آنکھیں بند ہیں۔ ماتھے پر پینہ ہے اور سانس بو جھل ہو کر آرہا ہے۔

کٹ

میں 13 ان ڈور دن

(ایک ڈائریکٹر صاحب کیسرے وغیرہ سیٹ کروار ہے ہیں۔ کیسرہ میں Lights ٹھیک
کرنے میں لگا ہے۔ ایک طرف کرسیوں پر عاشی اور وہی نوجوان ایکڑ بیٹھے ہیں۔ عاشی اپنا
میک اپ درست کر رہی ہے۔ نوجوان کے ہاتھ میں سکرپٹ ہے اور وہ دونوں ساتھ
ساتھ اپنی لائنز بھی Repeat کر رہے ہیں۔ سامنے راجستھانی سیٹ لگا ہے۔ نوجوان
اور عاشی دونوں اس وقت راجستھانی بہاس پہنچنے ہوئے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے میں محیں۔)
نواز: محبت وطن کی ہو کہ عورت کی..... سر پر چیز کر رہی کچھ ملے۔

عاشری: وطن کے دیوانے کو کیا پڑے اسٹری کا حسن کیا چاہوئے؟
 نواز: اور اسٹری کو کیا پڑے کہ وطن کے سرکشانے والے کے دل میں کیا ہے۔ یہ کیا فقط
 ہے عاشی جی۔

(عاشری دیکھتی ہے)

عاشری: تم بھی انگلش میڈیم سکول سے پڑھے ہو۔
 نواز: جی ہاں بد قسمتی سے۔
 عاشی: ٹھہر و ذرا۔

(سکرپٹ لیکر ڈائریکٹر کے پاس جاتی ہے۔ ڈائریکٹر سے بتاتا ہے وہ واپس آتی ہے۔)

عاشری: وطن کے جی داروں کے دل میں کیسی مردگ بھتی ہے۔
 نواز: مردگ! جی مردگ مردگ۔

عاشری: یہ دمامہ تو سنا تھا مردگ کے کیا مطلب ہیں؟

عاشری: مجھے کیا پڑے؟ میں نے کبھی دیکھا ہو تو بتاؤں؟ میں نے تو دمامہ بھی نہیں دیکھا۔
 نواز: (لبکر کے) دمامہ..... دمامہ میں کیا کرو شامہ؟
 دمامہ..... دمامہ میں کیا کرو شامہ؟

(عاشری نہتی ہے۔ اس وقت جب عاشی اور نواز نہیں رہے ہیں دور سے سکندر انہیں دیکھتا ہوا بڑھتا آتا ہے۔)

سکندر: بڑی بُسی آرہی ہے کیا بات ہوئی۔

عاشری: دمامہ..... دمامہ..... میں کیا کروں شامہ؟

(دونوں پھر بہتے ہیں۔ سکندر جیران ان دونوں کو دیکھتا ہے۔)

سکندر: شاث ہو گیا؟

عاشری: ابھی کہاں ابھی تو لا کشیں سیٹ ہو رہی ہیں۔ پھر لخ بریک ہو جائے گا۔ پھر Top light کا جھٹڑا پڑ جائے گا۔

سکندر: تو پھر؟ مجھے تو ڈاکٹر صاحب کے پاس جانا تھا۔

- عاشی: تو تم چلو سکندر۔ یہ نواز مجھے ڈر اپ کر دیں گے گھر۔
 سکندر: میں پھر appointment لے لوں گا اذکر صاحب سے۔
- عاشی: اب اتنی جلدی appointment بھی کہاں ملتی ہے چلے جاؤ۔ ہر وقت آنکھوں
 کا Complain کرتے رہتے ہو۔ کیوں نواز صاحب مجھے گھر پہنچادیں گے نا۔
- نواز: اگر آپ چاہیں گی تو؟
 سکندر: اچھا عاشی شام کو آ جانا۔
- عاشی: ضرور ضرور۔ دمامہ، دمامہ، میں کیا کروں شام مہ؟
 (عاشی اور نواز پھر ہنسنے لگتے ہیں۔ سکندر دلبڑا شستہ سا ہو کر جاتا ہے۔)

کٹ

سین 12 ان ڈور رات

- (اوڈور یم میں شیچ پر اس وقت Graduate award Ceremony کی ہو رہی ہے۔ اس طرح کا سیٹ سٹوڈیو میں بھی لگ سکتا ہے۔ ذاکس تین چار کرسیوں پر معزز
 مہماں بیٹھے ہیں۔ مائیکر و فون پر ایک دلفریب انداز نسرا آتی ہے۔)
 اناؤ نس: اس سال کی بہترین فلم ”کواڑ“ ہے..... غوری صاحب تعارف کے محتاج نہیں۔
 یہ ملک کے ماہی ناز ڈائریکٹر ہیں۔ اور کئی سال حتیٰ کہ بیرونی ممالک میں بھی اپنے
 فن کا لوبہ منوا چکے ہیں..... غوری صاحب۔
- (تالیاں)

- (اب ڈائریکٹر غوری کو آتا ہوا دکھاتے ہیں۔ اوہر سے مہماں خصوصی اٹھ کر ڈائریکٹر
 غوری کو ایوارڈ دیتا ہے اور ہاتھ ملاتا ہے۔ ڈائریکٹر غوری شیچ پر ایک طرف کھڑا ہو جاتا ہے۔)
 اناؤ نس: اس فلم میں میڈم عاشی نے بہترین ایکٹر ایس کا ایوارڈ حاصل کیا ہے۔ عاشی گو فلموں
 میں زیادہ عرصے سے نہیں ہیں۔ لیکن ان کی تمام فلمیں Hit ہوئی ہیں اور اس

وقت یہ پاکستان کی معروف ترین ایکٹریس ہیں۔ ان کا نام بس آفس کی ہمانت ہے عاشی.....

(ان جلوں کے دوران عاشی آتی ہوئی دھکائی دیتی ہے۔ بینڈ Bang بجاتا ہے۔ تالیاں ابھرتی ہیں۔ عاشی ناظرین کی جانب ہاتھ ہلا کر ایوارڈ لیتی ہے۔)

اناڈنر: "کواڑ" فلم میں بہترین ہیر و کالکا Award افخار سلیم کو ملا ہے۔ افسوس آج وہ ہم میں موجود نہیں۔ لیکن ان کا فن ہمیشہ زندہ رہے گا۔ یہ ایوارڈ ان کے ایک بزرگ Reecive کریں گے۔

اسوقت مالی آگے آتا ہے وہ بہت معزز بنا ہوا ہے۔ آگے آتا ہے ایوارڈ ملتا ہے پھر جیب سے روپاں نکال کر آنسو پوچھتا ہے اور غوری اور عاشی کے پاس جا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ موسیقی بھتی رہتی ہے۔

اناڈنر: اور اب میں ملک کے معروف ترین مشہور ترین گلوکار کو اپنا ایوارڈ لینے کے لیے دعوت دیتی ہوں۔ گل رخ سکندر..... بہترین گلوکار کا Award۔

(اب گل رخ سکندر سفید شلوار قیص میں آتا ہے وہ کچھ بجا بجا سامنے ہے۔ ایوارڈ لیتا ہے اور پیچے مالی کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اناڈنر بھتی ہے۔)

اناڈنر: اور اب آپ سب وہ غزل سنیں گے جس پر انہیں اس سال کا Award دیا گیا ہے۔ گل رخ سکندر صاحب۔

سکندر آتا ہے۔ اناڈنر کو اپنا Award پکراتا ہے۔ موسیقی اٹھتی ہے۔ سکندر رگاتا ہے لیکن اس کا انداز بجا ہوا ہے۔

غزل:

کسی کا سایہ سا دیوار پر نظر آیا
کسی بھی سمت نہ کوئی مگر نظر آیا

(یہاں ستارہ کا وہ گلزار گایے جب پہلی دوسرے سکرپٹ میں وہ سکندر کو گاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ وہ بھی ایسے ہی ایک منظر تھا۔

وہ جس کو آپ کے ہمراہ پیشتر دیکھا
بہت اداس سر رہندر نظر آیا

اس وقت سکندر عاشی کی طرف دیکھتا ہے وہ مسکرا کر سکندر کی طرف دیکھتی ہے۔ کبھرہ عاشی سے ہو کر اس Award پر جاتا ہے جو مالی کے ہاتھ میں ہے۔

ذراسی دیر تو شہرے تھے تیرے کوچے میں
چلے تو پھر نہ کوئی ہمسفر نظر آیا

اس انترے کے دوران سکندر پر کبھرہ رہتا ہے اور اس کے چہرے پر اداسی ہے۔ کچھ لگان ہے۔ کچھ مجبوری ہے۔ جیسے سب کچھ دیکھ چکنے کے بعد اپنی زندگی کے بے مصرف ہونے کا یقین آگیا ہو۔)

(ڈزالو)

سین 14 ان ڈور رات

(مالی آکر افتخار کی تصویر کے ساتھ اس کا ایوارڈ رکھتا ہے مسکراتا ہے۔)

مالی: مبارک ہو مالی باپ..... (پھر تصویر کو صاف کرتا ہے آہستہ سے پھر کہتا ہے)
مالی: مبارک ہو مالی باپ۔

(ڈزالو)

سین 15 ان ڈور شام

(آنکھوں کے ڈاکٹر کا لینک)

ڈاکٹر: (چارٹ کی طرف اشارہ کر کے) پڑھئے۔

(سکندر اور پر کے مونے حروف پڑھتا ہے)

اب نیچے کے حروف پڑھیں۔

(سکندر دو تین حرف پڑھنے کے بعد رک جاتا ہے۔)

ڈاکٹر: کیا انگریزی Age ہے آپ کی سکندر صاحب۔

سکندر: Thirty three

ڈاکٹر: یہ زیادہ عمر تو نہیں ہے لیکن کئی بار عینک جلدی بھی لگ جاتی ہے۔ Never mind

سکندر: (کچھ سوچتے ہوئے) ڈاکٹر صاحب یہ Eye sight کام ملے نہیں ہے۔

ڈاکٹر: جی، جی کہئے..... ارشاد؟

سکندر: کبھی کبھی مجھے لگتا ہے جیسے میں جلد ہی انداھا ہو جاؤں گا میری آنکھوں کے اندر کبھی

کبھی چند سیکنڈ کے لیے Complete blackout ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر: آپ ایسے شے نہ پالیں سکندر صاحب۔ یہ Over work کا نتیجہ ہے۔ کچھ

Rest کریں کچھ تھوڑی دری کے لیے Change کے لیے کہیں چلے جائیں۔

سکندر: کبھی کبھی ڈاکٹر صاحب مجھے یہاں سر کے پیچھے ہلکی سی درد بھی ہونے لگتی ہے۔

It will go on for hours

ڈاکٹر: کتنے سگریٹ پیتے ہیں آپ دن میں۔

سکندر: (ہنس کر) بہت ڈاکٹر صاحب بے شمار.....

ڈاکٹر: اب اتنے پیا کریں جنہیں شمار کر سکیں۔

It might be all due to this smoking

سکندر: کبھی کبھی۔ (انگلی ہلا کر) ایک کی دو دو چیزیں نظر آنے لگتی ہیں۔ میں عینک ضرور لگوا

لوں گا ڈاکٹر صاحب لیکن میرا خیال ہے یہ..... یہ.....

ڈاکٹر: اچھی خود اک کھائیں۔ ورزش کریں اور worry منع ہے۔ یہ کچھ آپ کی

Vitality کے لیے ونا منزو وغیرہ لکھ رہا ہوں۔

(نحو لکھتا ہے)

سکندر: فکر ہمارے پروفیشن کی جان ہے۔ جیسے کرکٹ کے کھلاڑی سفید وردی پہننے ہیں۔

ٹرین چلانے والے گارڈ کے پاس سیٹی ہوتی ہے۔ باکسر کے ہاتھوں پر Gloves

ہوتے ہیں۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب ہم لوگوں کے پاس ایک پاکٹ سائز worry

ہوتی ہے۔ اس ٹرانسٹر کو ہم لوگ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ یہ ہر وقت بجتا رہتا ہے۔ دوسروں کو سنائی نہیں دیتا لیکن اس کی Monotones ہمیں پاگل کر دیتی ہیں۔ (یکدم اپنی گھڑی کان سے لگا کر سنتا ہے پھر اسے ڈاکٹر کے کان سے لگاتا ہے) ذرا سینیں ڈاکٹر صاحب آپ کو آواز آتی ہے ناں نہیں پلیز۔ پریشانی کی آواز Frustration کی صد؟ سنائی دیتی ہے ناں۔
 (ڈاکٹر آوازنے کی کوشش کرتا ہے)

(فید آؤٹ)

سین 14 ان ڈور دن

(عاشی چوڑی دار پاجامہ اور پتوہاڑ پہنے امر اوجان ادا جیسی بنی ہوئی ناج کی ریہر سل کر رہی ہے۔ ڈائس ماسٹر اسے توڑے سکھا رہے ہیں۔ ناج کے تھوڑے عرصے بعد نواز آتا ہے اور سکندر کی طرح بیٹھتا ہے۔ ناج کرنے بعد عاشی اس کے پاس جا کر بیٹھتی ہے۔)
 عاشی: بس ماسٹر جی کافی ہو گیا۔
 ماسٹر: تھوڑا اور دیکھ لیں۔ کٹھک ہے شاید پاؤں اکھڑ جائے تھوڑا اور۔
 عاشی: میری تو سانس اکھڑ گئی ماسٹر جی شکریہ۔ اب میں اور پریکٹیش نہیں کر سکتی۔
 (ماسٹر کی طرف سے نواز کی طرف آتی ہے نواز سکندر کی طرح بیٹھا ہوا سکریٹ پی رہا ہے۔)

نواز: آپ بہت اچھانا چھی ہیں۔
 عاشی: اور آپ بہت اچھا ایکٹ کرتے ہیں۔
 نواز: آپ سے الفاظ پوچھ پوچھ کر مر ونگ قسم کے۔
 عاشی: ڈیوری تو اچھی ہوتی ہے سب سے الفاظ پوچھنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ کام تو آپ کا سب سے بہتر ہوتا ہے۔